سہراب سپہری کی شاعری میں ''رنگ''
تحلیل وتجزیہ

ڈاکٹر محمد ناصر☆

ڈاکٹر محمد صابر☆☆

Abstract

Sohrab Sepehri was a prminent Persian poet and painter of 20th century. He was born in Kashan in Isfahan province of Iran. He is considered to be one of the FIVE most famous Persian poets who dedicated themselves to New Poetry. Sepehri's poetry offers different look and yet very simple, which separetes him from all other modern Persian poets. He believes in faith, dignity and truthfulness. Being a prominent painter, he has used the word RANG (Colour) in his poetry at several occasions, which has been analysed and evaluated in this article. The article unfolds some undescribed features of Sepehri's poetry.

جدید فارسی شاعری میں سہراب سپہری منفرد اور ممتاز مقام کا حامل ہے۔ کئی اعتبار سے سہراب کی شاعری اس کے تقریباً تمام معاصر شعراء سے مختلف دکھائی دیتی ہے۔ سہراب کی ایک نمایاں خوبی یہ بھی ہے کہ وہ بیک وقت شاعر بھی ہے اور مصور بھی؛ جہاں اس کی شاعری میں مصوری کے رنگ دکھائی دیتے ہیں، وہیں اس کی تصاویر میں شاعرانہ نزاکت بھی جلوہ گر ہوتی ہے۔ ایک رائے یہ بھی

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر فارسی، کلیہ شرقیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر فارسی، کلیہ شرقیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

ہے کہ ''اگر چہ تمدن وثقافت کے اعتبار سے سپہری نے نئے معیارات متعارف کروائے ہیں لیکن شعری موضوعات کے حوالے سے، اسے عصر حاضر کا انسان سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔'' (براہنی، رضا، مرادی کوچی، ص ۸۰) بہر حال غیر جانبدار ادبی ناقدین کی رائے یہی ہے کہ مصور اور شاعر ہر دو حیثیتوں میں سہراب کا شمار بیسویں صدی کی اہم ادبی شخصیات میں ہونا چاہیے۔ یاد رہے کہ ''سہراب جس قدر شاعر ہے اتنا ہی مصور بھی، وہ ایسا شاعر نہ تھا کہ جو محض تفنن طبع کے لیے مصوری کرے، اور اسی طرح ایسا مصور بھی نہ تھا جو فارغ اوقات میں محض تفریح کے طور پر شعر کہے۔'' (مرادی کوچی، ص ۱۷)

فارسی شاعری کی تاریخ میں رودکی سمرقندی (۸۵۸ء۔ ۹۴۱ء)، فرخی سیستانی (م۔ ۱۰۵۷ء)، امیر خسرو دہلوی (۱۲۵۳ء۔ ۱۳۲۵ء) اور عارف قزوینی (۱۸۸۲ء۔ ۱۹۳۴ء) جیسے شاعر علم موسیقی میں مہارت کے سبب دیگر شعراء پر فوقیت رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ رودکی، رُود اور رباب بجایا کرتا تھا، جبکہ فرخی چنگ بجانے کا ماہر تھا، اور امیر خسرو ہندی موسیقی میں مہارت تامہ رکھنے کے ساتھ ساتھ کئی راگوں کا موجد بھی تھا۔ اسی طرح عارف قزوینی کو ساز و آواز سے گہری دلچسپی تھی۔ جبکہ مہدی اخوان ثالث (۱۹۲۸ء۔ ۱۹۹۰ء) نے بھی موسیقی میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔(۱)

آج کوئی بھی شخص الفاظ کے پیچھے چھپے بنیادی افکار و احساسات کی طرف توجہ ہی نہیں دیتا، جبکہ حقیقت یہی ہے کہ فن اور ہنر انسان کی ذات کو لطافت، نزاکت، ذوق و شوق اور احساسات و جذبات کی نامرئی دنیا میں لے جاتے ہیں۔ یہ حقیقت تو اظہر من الشمس ہے کہ فنکار عام انسانوں کی ذہنی سطح سے بلند ہوتا ہے، اور اس کی سوچ عام افراد سے مختلف ہوتی ہے۔ اگر چہ انسان کی شخصیت کی کئی جہات اور اس کی کئی پرتیں ہوتی ہیں، لیکن بہت کم دیکھنے میں آیا ہے کہ قدرت نے کسی فنکار کو بیک وقت دو مختلف فنون میں مہارت تامہ بخشی ہو؛ اور پھر شاعری اور مصوری تو دونوں ہی کل وقتی مشغلے ہیں۔ غالباً اسی بنا پر کم از کم فارسی ادب کی تاریخ میں کوئی ایسا شاعر دکھائی نہیں دیتا، جسے لفظوں کی نگارگری سے فرصت میسر آئی ہو اور وہ خود رنگوں کی دنیا کا مسافر بن گیا ہو۔ اگر چہ سرزمین ایران کی تاریخ میں مانی (۲۱۶ء۔ ۲۷۶ء) اور کمال الدین بہزاد (۱۴۵۰ء۔ ۱۵۳۵ء) جیسے عظیم مصور بھی گزرے ہیں، اور لفظوں

سے رنگ بکھیرنے والے عظیم شاعر حافظ شیرازی (۱۳۲۵/۲۶ء۔۱۳۸۹/۹۰ء) نے بھی اسی سرزمین کی آغوش میں پرورش پائی ہے۔

سہراب سپہری کا تعلق کاشان سے تھا، جو وسطی ایران میں اصفہان سے کچھ فاصلہ پر واقع ایک قدیم شہر ہے۔کاشان کے نواح میں واقع سیلک کے ٹیلے پانچ ہزار سال قبل مسیح کی شاندار ثقافت کے امین ہیں۔(۲) شاہ عباس اول (۱۵۷۱ء۔۱۶۲۹ء) کا مقبرہ صفوی دور (۱۵۰۱ء۔۱۷۳۶ء) کی نشانی ہے، جبکہ باغ فین (۳) سلجوقی، صفوی اور قاجاری ادوار کی یاد دلاتا ہے۔اسی شہر کی مٹی سے سبک ہندی کے عظیم شاعر کلیم کاشانی (۱۵۸۵ء/۱۵۸۱ء۔۱۶۵۱ء) نے جنم لیا، جسے عظیم مغل تاجدار اور تاج محل کے معمار شاہ جہان (۱۵۹۲ء۔۱۶۶۶ء) کے دربار کا ملک الشعراء ہونے کا شرف حاصل ہوا۔اسی شہر کا ایک اور قابل فخر فرزند سہراب سپہری ہے۔

سہراب کی شاعری کا مجموعہ ''ہشت کتاب'' کہلاتا ہے۔(۴) دیگر بیشتر شعراء کی طرح سہراب نے بھی روایتی کلاسیکی انداز میں شاعری کا آغاز کیا، لیکن اپنا مجموعۂ کلام مرتب کرتے ہوئے اس نے حیرت انگیز طور پر ہشت کتاب میں کلاسیکی قالب کے کسی ایک شعر کو بھی جگہ نہ دی۔یادرہے کہ جدید فارسی شاعری کے باوآدم نیما یوشیج (۱۸۹۶ء۔۱۹۶۰ء) کے مجموعۂ اشعار میں غزلیات (۵) بھی ملتی ہیں اور قطعات (۶) و رباعیات بھی (۷)۔مہدی اخوان ثالث کی شاعری کی پہلی (۸) اور آخری کتابیں (۹) اُسے بیسویں صدی کے کلاسیکی انداز کے شعراء میں نمایاں مقام دلاتی ہیں۔حتیٰ کہ جدیدیت کی علمبردار شاعرہ فروغ فرخزاد (۱۹۳۵ء۔۱۹۶۷ء) کے ہاں بھی غزل کے نمونے ملتے ہیں اور شفیعی کدکنی (پیدائش:۱۹۳۹ء) کی شاعری بھی کلاسیکی قوالب سے مبرا نہیں۔جبکہ سہراب نے دانستہ اپنے مجموعۂ کلام کو صرف اور صرف جدید شاعری سے سجایا ہے۔''سپہری کی شاعری کی نمایاں ترین خصوصیت قدیم کلاسیکی شاعری کے اسلوب سے ہر ممکنہ دوری ہے۔یعنی وہ ایسی دنیا کا متلاشی ہے، جس کی سرحدیں محدود اور مشخص نہ ہوں۔''(شفیعی کدکنی، ہمراہی کوچی، ص۲۸۲)

بعض الفاظ کچھ شاعروں کی پہچان بن جاتے ہیں۔مثلاً احمد شاملو (۱۹۲۵ء۔۲۰۰۰ء) کے ہاں

شب وشبانہ(۱۰) کی تکرار دکھائی دیتی ہے۔ شفیعی کدکنی کی شاعری میں واژہ،کلمہ،حرف اور شعر کے مترادفات (۱۲) جا بجانظر آتے ہیں۔فروغ کے ہاں ابتداء میں بوسہ،گناہ،عصیان (۱۳) اور اس کی آخری دور کی شاعری میں پنجرہ اور زندگی جیسے الفاظ (۱۴) اس کی سوچ کا رخ متعین کرتے ہیں۔اسی طرح بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ''سہراب ان چند گنے چنے شعراء میں سے ایک ہے جو خاص طرز فکر کے حامل ہیں اور جن کی شاعری کو سمجھنے کے لیے ان کے خاص اسلوب سے آگاہی ضروری ہے۔''(شمیسا، سیروس،نگاہی بہ سہراب سپہری،ص ۱۱) سہراب سپہری جہاں مظاہر فطرت کو اپنی شاعری میں سموتا ہے، وہاں غالباً ایک مصور ہونے کی بناپر اس کی شاعری میں لفظ''رنگ''نت نئے مفاہیم میں اور بار ہا استعمال ہوا ہے۔کہتے ہیں کہ''ایک شاعر کے مقابلے میں ایک مصور کی حیثیت سے سہراب کو بہت کم زیر بحث لایا گیا ہے اور اس کی شاعری کے مقابلے میں اس کی مصوری کا کماحقہ جائزہ نہیں لیا جا سکا۔''(مرادی کوچی،ص ۱۵)

یہ رائے بھی جڑ پکڑ چکی ہے کہ''سہراب افلاکی بصیرت کا حامل ہے،اور وہ آسمان سے زمین کی طرف دیکھتا ہے۔سچ تو یہ ہے کہ سہراب معمول سے ہٹ کر گفتگو کرتا ہے،اور متعین افکار اور لگے بندھے نظریات کو جھٹلا دینا چاہتا ہے، اور غیر معمولی گفتگو معمولات کو درہم برہم کر دیتی ہے، اور سہراب سبھی سے منفرد ٹھہرتا ہے۔''(حسینی،صالح،نیلوفر خاموش،ص ۳۱)

زیر نظر مقالہ میں سہراب کی شاعری میں کلمہ''رنگ''کی تکرار کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔مقالے کے ابتدائی حصہ میں سہراب کی شاعری میں سے چند ایسی مثالیں منتخب کی گئی ہیں، جہاں شاعر نے ''رنگ''کو استعمال کرتے ہوئے ذاتی، سیاسی،سماجی اور معاشرتی موضوعات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مقالے کے دوسرے حصہ میں''رنگ''سے بنی تصاویر پیش کی گئی ہیں، جہاں شاعر نے تشبیہ، استعارہ، کنایہ،حساً میزی اور تجسیم کا استعمال کرتے ہوئے، رنگوں کی ایک نئی دنیا تخلیق کی ہے۔مقالہ کا آخری حصہ ایسی مثالوں پر مشتمل ہے جہاں''رنگ''دستوری اور حقیقی مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔

فصل اول: ذاتی،سماجی و معاشرتی مسائل کی نشاندہی

۱۔۱: خوب زمانہ رنگ دوامی بہ خود ندید (سہراب سپہری، ہشت کتاب،ص ۳۴)

شاعر اس ازلی حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ''ثبات اک تغیر کو ہے زمانے میں''؛ رنگِ دوام یعنی ہمیشگی کا رنگ تشبیہ بلیغ بھی ہے اور تصویر بھی، زمانہ تجسیم ہے، اور یہ مصرع فنی کنایہ کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ سہل ممتنع کی ایک عمدہ مثال بھی ہے، جو سعدی شیرازی کے شاہکار گلستان کی بھی یاد دلاتا ہے۔

ا۔۲: با خیالت می دہم پیوند تصویری

کہ قرارت را کند در رنگ خود نابود (ص ۳۷)

قرار کو رنگ میں نابود کر دینا؛ بے چینی، اضطراب اور ہیجانی کیفیت کی عکاسی کرتا ہے، جسے شاعر نے نہایت عمدگی سے استعمال کیا ہے، اور یوں اپنے عہد کے سماجی پس منظر اور ذاتی احساسات کو یکجا کر دیا ہے۔

ا۔۳: باد غمناک زمان می گذرد

رنگ می ریزد از پیکر ما (ص ۳۹)

زمانے کی پُرنم ہوا ہمارے پیکر کے رنگ کو اُڑا دیتی ہے۔ شاعر نے کس عمدگی سے زمانہ کے دکھوں کے ہاتھوں اپنی جوانی اور خوشیوں کے چھن جانے کا ذکر کیا ہے۔

ا۔۴: با ناخن این جسد را / از ہم شکافتم

رفتم درون ہر رگ و ہر استخوان آن

اما از آنچہ در پی آن بودم/ رنگی نیافتم (ص ۵۰)

شاعر اپنے ناخنوں سے بدن کی چیر پھاڑ کرتا ہے۔ رگ و ریشہ اور ہڈیوں کو ٹٹولتا ہے، لیکن وہ جس رنگ کی تلاش میں ہے، اُسے نہیں مل پاتا۔ اگرچہ ''شاعرانہ رنگ آمیزی کو شاعر کے افکار اور جذبات کے اظہار میں معاون ہونا چاہیے۔'' (دست غیب، عبدالعلی، مرادی کوچی، ص ۶۳) اسی بنا پر یہاں ''رنگ'' ذاتی خواہشات اور آرزوؤں کا ترجمان دکھائی دیتا ہے، جو جستجو کا مظہر بھی ہے اور حقیقت و تلاش کی علامت بھی۔

۱۔۵: بادِ ہراس پیکر/ رُو می کند بہ ساحل ودر چشم ہای مرد
نقشِ خطر را پُر رنگ می کند (ص ۵۸)

ہراس پیکر ہوا ساحل پر موجود شخص کی آنکھوں میں خوف کو گہرا کر دیتی ہے۔ بظاہر ''رنگ'' کا استعمال لغوی اور دستوری مفہوم میں ہوا ہے، لیکن اسے فنی کنایہ بھی کہا جا سکتا ہے اور سماجی مسائل کی نشاندہی بھی۔ ساحل پر بیٹھا ہوا شخص ایک عام آدمی ہے اور ہراس پیکر ہوا کے تھپیڑے معاشرے کے ظلم وستم اور جور واستبداد کی علامت ہیں۔ ''سپہری سب سے بڑھ کر ایک خالص ہنر مند اور شاعر ناب ہے، جو منفرد اسلوب اور طرز فکر کا حامل ہے۔'' (نفیسی، آذر، مرادی کوچی، ص ۸۲)

۱۔۶: آن شب/ ہیچ کس از رہ نمی آمد
تا خبر آرد از آن رنگی کہ در کار شکفتن بود (ص ۶۱)

اور رات کی تاریکی میں کوئی شخص اس ''رنگ'' کی خبر نہیں لاتا جو اس ماحول کو خوشیوں سے بھر دے۔ شاعر نے ایک بار پھر ''رنگ'' کو خوشیوں، آرزوؤں اور مسرتوں کی علامت کے طور پر استعمال کیا ہے۔ ایک ممتاز معاصر ادبی نقاد کی رائے میں ''فارسی زبان کے معاصر شاعروں میں سے شاید ہی کسی شاعر نے سپہری کی طرح متحرک تصاویر کو تخلیق کیا ہو، یا ایسا کرنا ہی چاہا ہو۔'' (نفیسی، آذر، مرادی کوچی، ص ۹۰)

۱۔۷: رنگ می بازد شب جادو
گم شدہ آیینہ در دُودِ فراموشی (ص ۱۵۰)

جادو بھری رات اپنا رنگ وروپ کھو دیتی ہے اور آئینہ فراموشی کے دھویں میں گم ہو جاتا ہے۔ ''رنگ'' ہار جانا ایک بار پھر علامتی انداز میں استعمال ہوا ہے۔ ''دُودِ فراموشی'' تشبیہ بلیغ ہے، جس کی مدد سے شاعر نے تصویر بنائی ہے۔ ''اس کی شاعری رنگا رنگ ہے اور قاری کو نئے آفاق سے متعارف کراتی ہے۔ اس کے خاص نقطۂ نظر اور تصویر سازی کے غیر

معمولی میلان نے اس کی شاعری کو خیالی تصاویر اور نت نئے تعبیرات سے سرشار کر دیا ہے۔'' (یوسفی، غلام حسین، چشمۂ روشن، ص ۵۵۹)

ا۔۸: شہر تو رنگش دیگر، خاکش سنگش دیگر (ص ۲۴۸)

تیرے شہر کا رنگ ہی کچھ اور ہے، اس کی مٹی اور پتھر کچھ اور ہی کہانی سناتے ہیں۔ یہاں بھی لفظ ''رنگ'' انداز و اطوار کے لیے استعمال ہوا ہے۔ ''سپہری کی شاعری میں تصاویر اور کلمات غیر مرئی طور پر ایک دوسرے جڑے ہیں۔ اس کی زبان بے حد شاعرانہ ہے اور ہمیشہ اس غیر مرئی تعلق کو برقرار رکھتی ہے۔'' (نفیسی آذر، مرادی کوچی، ص ۹۴)

ا۔۹: باشد کہ ز خاکستر ما، در ما، جنگل یک رنگی بہ درآرد سر (ص ۲۵۹)

شاعر اس خواہش کا اظہار کرتا ہے کہ شاید ہماری راکھ میں سے خود ہمارے ہی اندر ایک ہی ''رنگ'' کا جنگل سر اُٹھا لے۔ سچ ہے کہ ''ایسے رنگ تو ہمارے مصوروں کے ہاں بھی کم ہی دکھائی دیتے ہیں، رنگوں سے متعلق سپہری کی توجہ قابل تحسین اور ناقابل فراموش ہے۔'' (دانشور، سیمین، مرادی کوچی، ص ۳۱۵)

ا۔۱۰: و من آمدن را، بہ صدای قدم پیک بشارت دادم
و بہ نزدیکی روز و بہ افزایش رنگ (صص ۳۷۴-۳۷۵)

شاعر قاصد کے قدموں کی چاپ کی نوید سناتا ہے۔ دن چڑھنے کی بشارت دیتا ہے اور رنگوں کے پھیلنے کا ذکر کرتا ہے۔ ''رنگ'' کا استعمال ایک بار پھر علامتی انداز میں خوشیوں اور مسرتوں کے ترجمان کے طور پر ہوا ہے۔

بہ طور مجموعی یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ''سپہری کی شاعری اور مصوری میں رنگوں کا استعمال بے حد اہم ہے، اور اسے فطرت سے اخذ کیا گیا ہے۔'' (امامی، کریم، مرادی کوچی، ص ۳۴)

فصل دوم: لفظی تصویروں میں ''رنگ'' کا استعمال

۲۔۱: رنگ خاموشی در طرح لب است (ص ۱۱) / رنگ خاموشی: تشبیہ بلیغ

سہراب سپہری نے تصویر سازی میں نئے رجحانات متعارف کروائے ہیں، 'سپہری کے ہاں تشبیہات کثرت سے ملتی ہیں، کبھی سایہ آئینے کولبریز کردیتا ہے، کبھی کوئی تصویر آفتاب سے آلودہ ہو جاتی ہے، کبھی کوئی صبح آسمان کے کچے گھڑے سے ٹپکتی ہے، اور کبھی کسی باغ سے سبزہ چھلکنے لگتا ہے۔'' (مرادی کوچی، ص ۹۸)

۲۔۲: گل ہای رنگ سرزدہ از خاک حای شب (ص ۵۵)

گل ہای رنگ: تشبیہ بلیغ

بجا طور پر ''سپہری فطرت کی روح کو منظر عام پر لے آتا ہے، لیکن اس کا انداز ہر بار تازگی لیے ہوئے ہوتا ہے۔'' (آتشی، منوچہر، مرادی کوچی، ص ۳۲۲)

۲۔۳: رویای سرزمین/ افسانۂ شگفتن گل ہای رنگ را
از یاد بردہ است (ص ۵۶)

گل ہای رنگ: تشبیہ بلیغ

۲۔۴: رشتۂ گرم نگاہم می رود ہمراہ رُودِ رنگ (ص ۱۴۸)

رُودِ رنگ: تشبیہ بلیغ

ذرا دیکھیے ''وہ رنگوں سے کھیلتا نہیں ہے بلکہ رنگ اس کے لیے ابزار کار بن جاتے ہیں اور وہ انہی کی مدد سے شعر کہتا ہے۔'' (رہنما فریدون، مرادی کوچی، ص ۳۱۲)

۲۔۵: درین کشاکش رنگین، کسی چہ می داند
کہ رنگ عزلت در کدام نقطۂ فصل است (ص ۳۴۰)

رنگِ عزلت: تشبیہ بلیغ، حسآمیزی

''ایک رومانوی شاعر کے لیے فطرت محض ایک عبادت گاہ ہی نہیں بلکہ ایک روح کی حیثیت رکھتی ہے۔ فطرت گھڑی کی طرح کوئی مشینی چیز نہیں جسے اس کے کل پرزے خود بخود متحرک رکھیں۔ فطرت خود زندہ اور متحرک ہے۔'' (حسینی، صالح، نیلوفر خاموش، صص ۱۳۔۱۴)

۲۔٦: تندبر می خیزم / تا بہ دیوارِ ہمین لحظہ کہ در آن ہمہ چیز
رنگ لذت دارد، آویزم (ص ص ۴۵۔۴٦)
رنگِ لذت: تشبیہ بلیغ، حسآمیزی

۲۔۷: کسی دگر رنگی درین سامان ندید (ص ۱۵)
رنگ: استعارہ برائے شادی وخوشحالی

۲۔۸: ہیچ خوشرنگ سایہ خواہد زد (ص ۴۵۴)
خوشرنگ: استعارہ برائے شادی وشادمانی

۲۔۹: نیست ہم آہنگ اوصدای رنگی
چون فن درین دیار تنہا تنہا است (ص ۲۱)
صدای رنگی: تجسیم، حسآمیزی

۲۔۱۰: قصہٴ رنگی روز / می رود روبہ تمام (ص ۴۹)
قصہٴ رنگ: تجسیم

ایسی تصاویر ثابت کرتی ہیں کہ ''سہراب کی شاعری بے حد لطیف، نازک، دلکش اور خیال انگیز ہے۔'' (حسینی، صالح، نیلوفر خاموش، ص ۱۸)

۲۔۱۱: نیست رنگی کہ بگوید با من/ اندکی صبر سحر نزدیک است (ص ۲۹)/ رنگ: تجسیم

۲۔۱۲: رنگی کنار شب/ بی حرف مردہ است (ص ۵۴)
رنگ: تجسیم

۲۔۱۳: رنگی کنار این شب بی مرز مردہ است (ص ٥٦)
رنگ: تجسیم

۲۔۱۴: دچار آن رگ پنہان رنگ ہا ہستی/ دچار یعنی عاشق (ص ۳۰۷)
رگ پنہان رنگ: تجسیم

۲۔۱۵: ورنگ دامنہ ہا ہوش از سرم می برد (ص ۳۰۵)

فنی کنایہ

۲۔۱۶: وراہ دور سفر، از میان آدم وآہن .../ پیکرانی یکرنگ (صص ۳۱۸۔۳۱۹)

فنی کنایہ

۲۔۱۷: دستِ من در رنگ ہای فطری بودن شناور شد (ص ۳۸۱)

فنی کنایہ

۲۔۱۸: حیات غفلت رنگین یک دقیقۂ ''حوا'' ست (ص ۳۱۳)

غفلت رنگین: حسآمیزی

۲۔۱۹: در این شکست رنگ از ہم گسستہ رشتۂ ہر آہنگ (ص ۵۵)

شکست رنگ: حسآمیزی

۲۔۲۰: ناگہان رنگی دمید (ص ۱۰۹)

دمیدنِ رنگ: حسآمیزی

۲۔۲۱: در باغی رہا شدہ بودم/ نوری بی رنگ وسبک بر من می وزید (ص ۱۰۷)

نوری بی رنگ: متناقض نمائی/قول محال

۲۔۲۲: فضا با روشنی بی رنگی پُر بود (ص ۱۱۳)

روشنی بی رنگ: قول محال

۲۔۲۳: نقش صدا کم رنگ، نقش ندا کم رنگ، پردہ مکرتا شدہ بود (ص ۲۴۰)

رنگ: حسآمیزی، فنی کنایہ

۲۔۲۴: دیر زمانی است روی شاخۂ بید/ مرغی بنشستہ کو بہ رنگ معماست (ص ۴۰)

رنگ معما: حسآمیزی، تصویریاب

۲۔۲۵: غم بیامیختہ با رنگ غروب (ص ۲۹)

رنگِ غروب میں غم کا گھل جانا، فنی کنایہ اور تصویریاب

۲۔۲۶: رنگِ خیال بر رخ تصویر خواب (ص ۳۴)

رنگِ خیال: حسآمیزی اور تصویریاب

۲۔۲۷: می رود نقش پی نقش دگر/ رنگ می لغزد بر رنگ (ص ۴۷)

رنگ کا رنگ پر سے پھسلنا، تصویریاب

۲۔۲۸: می مکم پستان شب را/ وزپی رنگی بہ افسون تن نیابودہ

چشم پر خاکسترش رابا نگاہ خویش می کارم (ص ۴۳)

رنگ: تجسیم، تصویریاب

۲۔۲۹: اکنون هبوط رنگ (عنوان شعر) (ص ۴۲۰)/ ہبوطِ رنگ: تصویریاب

فصل سوم: رنگ لغوی اور دستوری مفہوم میں

۳۔۱: درآسمان شفق رنگ/ عبور ابر سپیدی (ص ۴۲)

شفق رنگ: صفت وموصوف

۳۔۲: شستہ باران رنگ خونی را کہ از زخم تنش جوشید وروی صخرہ ہا خشکید (ص ۶۱)

رنگ خون: صفت وموصوف

۳۔۳: میان این ہمہ انگار/ چہ پنہان رنگ ہا دارد فریب زیست (ص ۶۸)

رنگ بہ مفہوم لغوی ودستوری

۳۔۴: پریان می رقصیدند/ و آبی جامہ ہاشان ورنگ افق پیوستہ بود (ص ص ۸۰۔۸۱)

رنگ افق: صفت وموصوف

۳۔۵: درون شیشہ ہای رنگی پنجرہ ہا.../ رؤیایم پرپر شد (ص ۹۴)

شیشہ ہای رنگی: صفت وموصوف

۳۔۶: ابر ہا در افق رنگا رنگ پردہ پرمی زنند (ص ۱۰۱)/ افقِ رنگا رنگ: صفت وموصوف

۳۔۷: اوز روزن ہای عطر آلود/روی خاک لحظہ ہای دورمی بیند گلی ہم رنگ (ص ۱۴۷)

گلی ہم رنگ: صفت وموصوف

۳۔۸: ای نسیم سرد ہشیاری/ دور کن موج نگاہش را

از کنار روزن رنگین بیداری (ص ۱۴۹)

روزنِ رنگین: صفت وموصوف

۳۔۹: روزنہ ای بہ رنگ (عنوان شعر) (ص ۱۵۶)

رنگ بہ مفہوم لغوی ودستوری

۳۔۱۰: در دامنۂ لالائی، بہ چشمۂ وحشت می رفتی، با زوانت دو ساحل ناہمرنگ شمشیر ونوازش بود (ص ۱۷۶)

ساحلِ ناہمرنگ: صفت وموصوف

۳۔۱۱: در پرتو یکرنگی، مرواریدِ بزرگ را در کف من خواہد نہاد (ص ۱۸۷)

پرتو یک رنگ: صفت وموصوف

۳۔۱۲: صد ابزن، تا ہستی بپاخیزد، گل رنگ بازد، پرندہ ہوائی فراموشی کند (ص ۱۹۵)

رنگ بہ مفہوم لغوی ودستوری

۳۔۱۳: وچہ بود این لکۂ رنگ، این دود سبک؟ پروانہ گذشت؟ افسانہ دمید (ص ۲۲۲)

رنگ بہ مفہوم لغوی ودستوری

۳۔۱۴: نی، این لکۂ رنگ، این دود سبک، پروانہ نبود، من بودم وتو افسانہ نبود (ص ۲۲۲)

رنگ بہ مفہوم لغوی ودستوری

۳۔۱۵: تاریکی پروازی، رویای بی آغازی، بی موجی، بی رنگی، دریای ہم آہنگی (ص ۲۲۴)

رنگ بہ مفہوم لغوی ودستوری

۳۔۱۶: زشبنم تالالۂ بی رنگی پل بشان، زین رؤیا در چشم گل بشان، گل بشان (ص ۲۳۸)

لالۂ بی رنگ صفت وموصوف

۳۔۱۷: پایین جادۂ بیرنگی/ بالا خورشید ہم آہنگی (ص ۲۵۵)

جادۂ بیرنگ: صفت وموصوف

۳۔۱۸: کودکی ہستہ زرد آلو را، روی سجادہ بیرنگ پدر تُف می کرد (ص ۲۸۰)

سجادۂ بی رنگ: صفت وموصوف

۳۔۱۹: روی اوراک فضا، رنگ، صدا، پنجرۂ گل نم بزنیم (ص ۲۹۸)

رنگ بہ مفہوم لغوی ودستوری

۳۔۲۰: راہ افتادہ ام/ بونجہ زاری سر راہ

بعد جالیز خیار، بوتہ ہای گل رنگ/ و فراموشی خاک (ص ۳۴۹)

بوتہ ہای گل رنگ: صفت وموصوف

۳۔۲۱: ہر اناری رنگ خود را تا زمین پارسایان گسترش می داد (ص ۳۷۰)

رنگ بہ مفہوم لغوی ودستوری

۳۔۲۲: در وسط این ہمیشہ ہای سیاہ/ حرف بزن خواہر تکامل خوش رنگ (ص ۴۰۳)

خواہر تکامل خوش رنگ: صفت وموصوف

۳۔۲۳: اہل کاشانم/ پیشہ ام نقاشی است

گاہ گاہی قفسی می سازم با رنگ، می فروشم بہ شما (ص ۲۷۳)

رنگ بہ مفہوم لغوی ودستوری

۳۔۲۴: رنگ ہای شکم ہوبرہ را، اثر پای بزکوہی را/ خوب می دانم ریواس کجا می روید (ص ۲۸۹)

رنگ بہ مفہوم لغوی ودستوری

۳۔۲۵: بہتر آن است کہ برخیزم/ ل/ رنگ را بردارم

روی تنہایی خود نقشہ مرغی بکشم (ص ۳۷۸)

رنگ بہ مفہوم لغوی ودستوری

☆☆☆☆☆

حواشی

(۱) مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے: محمدی آملی، محمد رضا (۱۳۷۷ش) آواز چگور نشر ثالث، تہران، ایران۔

(۲) کاشان میں واقع سیلک کے ٹیلے تقریباً سات ہزار سال قدیم ہیں۔ یہ عظیم آثار قدیمہ کاشان کے جنوب مشرق میں واقع ہیں۔ شمالی اور جنوبی ٹیلوں کے درمیان تقریباً ۶۰۰ میٹر کا فاصلہ ہے۔ یہاں دو قبرستان بھی موجود ہیں، ایک قبرستان ۴۵۰۰ سال قدیم، جبکہ دوسرا تقریباً ۳۰۰۰ سال قدامت کا حامل ہے۔

(۳) کاشان میں واقع یہ عظیم باغ ایرانی فن تعمیر کا بے مثال نمونہ ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں ۱۸۵۲ء میں ناصر الدین شاہ قاچار نے امیر کبیر کو قتل کروایا۔ بعض تاریخی منابع کی رُو سے یہ باغ آل بویہ کے زمانہ میں تعمیر ہوا، جبکہ بعض محققین اسے صفوی عہد سے بھی منسوب کرتے ہیں۔ ۱۵۷۳ء میں آنے والے خوفناک زلزلے میں یہ باغ مکمل طور پر تباہ ہو گیا، اور باغ کی موجودہ عمارت کو شاہ عباس اول سے نسبت دی جاتی ہے۔ زندیہ عہد میں کریم خان زند کے حکم پر باغ کی عمارت میں بعض اضافے بھی کیے گئے، جبکہ فتح علی شاہ قاچار کے دورِ حکومت میں بھی موجودہ باغ فین کے کئی حصے تعمیر ہوئے۔

(۴) ''ہشت کتاب'' دراصل درج ذیل آٹھ کتابوں کا مجموعہ ہے:

۱۔ مرگ رنگ، ۲۔ زندگی خواب ہا، ۳۔ آوار آفتاب، ۴۔ شرق اندوہ، ۵۔ صدای پای آب، ۶۔ مسافر، ۷۔ حجم سبز، ۸۔ ما ہیچ ما نگاہ۔

(۵) نیما نے غزل کے میدان میں بھی طبع آزمائی کی ہے، دیکھیے: مجموعۂ کامل اشعار نیما یوشیج، بہ کوشش سیروس طاہباز (۱۳۷۵ش)، چاپ چہارم، انتشارات نگاہ، تہران، ایران۔

(۶) نیما کے ہاں متعدد قطعات بھی ملتے ہیں، دیکھیے: مجموعۂ کامل اشعار نیما یوشیج، بہ کوشش سیروس طاہباز

(۷) نیما رباعی کا نہایت عمدہ شاعر ہے، تفننِ طبع کے لیے اس نے غالباً ہمیشہ اسی صنفِ سخن کا سہارا لیا، دیکھیے: مجموعۂ کامل اشعار نیما یوشیج، بہ کوشش سیروس طاہباز

(۸) مہدی اخوان ثالث کی شاعری کی پہلی کتاب ''ارغنون'' کے عنوان سے شائع ہوئی۔

(۹) مہدی اخوان ثالث کی شاعری کی آخری کتاب ''تو را ای کہن بوم و بر دوست دارم'' کے عنوان سے شائع ہوئی۔

(۱۰) دیکھیے بہروز صاحب اختیاری کی کتاب ''احمد شاملو، شاعر شبانہ ہا و عاشقانہ ہا''

(۱۱) دیکھیے محمد ناصر (۱۳۷۹ش) واژہ در شعر شفیعی کدکنی
(۱۲) دیکھیے محمد ناصر (۱۳۷۸ش) مترادفات شعر در شعر شفیعی کدکنی
(۱۳) دیکھیے محمد ناصر (۱۳۸۱ش) تحول موضوع و معنا در شعر معاصر
(۱۴) ایضاً۔

منابع

- آتشی، منوچہر (۱۳۸۰ش/۲۰۰۱ء) حرفہایی دربارۂ سپہری، شاملِ معرفی و شناخت سہراب سپہری بہ کوشش شہناز مرادی کوچی نشر قطرہ، تہران۔
- اخوان ثالث، مہدی (۱۳۷۹ش/۲۰۰۰ء)، ارغنون، چاپ یازدہم، انتشارات مروارید، تہران، ایران
- ایضاً (۱۳۷۶ش/۱۹۹۷ء) ترا ای کہن بوم و بر دوست دارم، چاپ پنجم، انتشارات مروارید، تہران، ایران
- امامی، کریم (۱۳۸۰ش/۲۰۰۱ء) از آوازشقایق تا فراتر اہا، شاملِ معرفی و شناخت سہراب سپہری بہ کوشش شہناز مرادی کوچی نشر قطرہ، تہران، ایران۔
- براھنی رضا (۱۳۸۰ش/۲۰۰۱ء) آشنایی با یک بچہ لودای اشرافی، شاملِ معرفی و شناخت سہراب سپہری بہ کوشش شہناز مرادی کوچی نشر قطرہ، تہران، ایران۔
- حسینی، صالح (۱۳۷۹ش/۲۰۰۰ء) نیلوفر خموش، نظری بہ سہراب سپہری، چاپ پنجم، انتشاراتِ نیلوفر، تہران، ایران۔
- دانشور، سیمین (۱۳۸۰ش/۲۰۰۱ء) نمایشگاہ سہراب سپہری، شاملِ معرفی و شناخت سہراب سپہری بہ کوشش شہناز مرادی کوچی نشر قطرہ، تہران، ایران۔
- دست غیب، عبدالعلی (۱۳۸۰ش/۲۰۰۱ء) جہانی لبریز از شور و اندیشہ، شاملِ معرفی و شناخت سہراب سپہری بہ کوشش شہناز مرادی کوچی نشر قطرہ، تہران، ایران۔
- رہنما فریدون (۱۳۸۰ش/۲۰۰۱ء) تاریک و روشن سہراب سپہری، شاملِ معرفی و شناخت سہراب سپہری بہ کوشش شہناز مرادی کوچی نشر قطرہ، تہران، ایران۔
- سپہری، سہراب (۱۳۷۸ش/۱۹۹۹ء) ہشت کتاب، چاپ بیست و سوم، کتابخانہ طہوری، تہران، ایران

- شفیعی کدکنی، محمد رضا (۱۳۷۶ش/۱۹۹۷ء) آئینہ ای برای صداہا، انتشارات سخن، تہران، ایران۔
- ایضاً (۱۳۸۰ش/۲۰۰۱ء) حجم سبز، شامل معرفی وشناخت سہراب سپہری بہ کوشش شہناز مرادی کوچی، نشر قطرہ، تہران، ایران۔
- ایضاً (۱۳۷۶ش/۱۹۹۷ء) ہزارۂ دوم آہوی کوہی، انتشارات سخن، تہران، ایران۔
- شمیسا، سروش (۱۳۷۶ش/۱۹۹۷ء) نگاہی بہ سہراب سپہری، چاپ ہفتم، انتشارات مروارید، تہران، ایران۔
- صاحب اختیاری، بہروز؛ باقر زادہ، حمید رضا (۱۳۸۱ش/۲۰۰۲ء) احمد شاملو، شاعر شبانہ ہا و عاشقانہ ہا، انتشارات ہیرمند، تہران، ایران۔
- فروغ فرخزاد (۱۳۷۹ش/۲۰۰۰ء) دیوان اشعار فروغ فرخزاد، بہ کوشش بہروز جلالی، چاپ ہفتم، انتشارات مروارید، تہران، ایران۔
- مرادی کوچی، شہناز (۱۳۸۰ش/۲۰۰۱ء) معرفی وشناخت سہراب سپہری، نشر قطرہ، تہران، ایران۔
- ناصر، محمد (۱۳۸۱ش/۲۰۰۲ء) تحول موضوع ومعنا در شعر معاصر، نشر نشانہ، تہران، ایران۔
- ایضاً (۱۳۷۹ش/۲۰۰۰ء) مترادفات شعر در شعر شفیعی کدکنی، نامۂ پارسی، شمارہ ۱۷، ص ص ۱۲۷۔۱۴۹۔
- ایضاً (۱۳۷۸ش/۱۹۹۹ء) واژہ در شعر شفیعی کدکنی، نامۂ پارسی، شمارہ ۱۵، ص ص ۱۴۲۔۱۶۱۔
- نفیسی، آذر (۱۳۸۰ش/۲۰۰۱ء) چشم ہا را باید شست، شامل معرفی وشناخت سہراب سپہری بہ کوشش شہناز مرادی کوچی، نشر قطرہ، تہران۔
- نیما یوشیج (۱۳۷۵ش/۱۹۹۶ء) مجموعۂ کامل اشعار نیما یوشیج، بہ کوشش سیروس طاہباز، چاپ چہارم، انتشارات نگاہ، تہران، ایران۔
- یوسفی، غلام حسین (۱۳۶۹ش/۱۹۹۰ء) چشمۂ روشن، انتشارات علمی، تہران، ایران۔